

تحمیدہ بُردہ

پراعتراضات کا علمی جواب

تصنیف
شیخ سعید بن مانع (دعویٰ)

ترجمہ
مفتی محمد خان قادری

کاروان اسلام پبلیکیشنز

قصیدہ بُردہ

۶۱ احادیث کا فلسفی جواب

تصنیف

شیخ عیسیٰ بن مانع (دہلی)

ترجمہ

مفتی محمد خاں قادری

کاوان اسلام پبلیکیشنز

205- جامعہ رحمانیہ شادمان-1-لاہور

7580004-7594003

۵ فروری ۲۰۰۶ء - سوم شنبہ کشمیر
۳۱ دھند ۱۳۲۲ھ
منگل وار۔ دس بجے صبح
شاہد راہ حجاز
ملک محبوب الرسول قادری
رحمہ اللہ
ماہنامہ "موسے حجاز" لاہور
نام اخبارات و نشریات
کاروان اسلام

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	_____	قصیدہ ہرود پر اعتراضات کا علمی جواب
تصنیف	_____	شیخ حسین بن مانع (دعویٰ)
ترجمہ	_____	مفتی محمد خان قادیانی
ذمہ اہتمام	_____	محمد محبوب الرسول قادیانی
بار اول	_____	جنوری 2003ء
پیشہ	_____	کاروان اسلام 206 جامع رحمانیہ شادمان لاہور
قیمت	_____	15 روپے

ملنے کے لئے

[illegible]

حرف آغاز

[illegible]

اس کی شہرت کا عالم یہ ہے کہ تمام لوگ اپنے
گھروں اور مساجد میں اسے قرآن کی طرح
پڑھتے پڑھاتے ہیں۔

اسم بیضاوی، شیخ زاد و نام تطلانی اور ملا علی قاری جیسے متعدد اہل علم و معرفت نے اس کی تصانیف تصنیفیں۔ ان میں بڑے بڑے محدث اور مفسر بھی شامل ہیں ان میں سے ہر ایک نے بڑھ چڑھ کر اس تصنیف کی تعریف کی اور لوگوں کو اس سے لائدہ اٹھانے کی تلقین کی بلکہ ان شروحات کو اپنے نئے ذریعہ کلمات سمجھا لیکن ہمارے دور میں کچھ کم مطالعہ لوگوں نے اس پر طعن کرتے ہوئے اسے شرکیہ تصنیف قرار دیا اور صرف اس کے پڑھنے سے ہی منع نہیں کیا بلکہ اسے جہاں سے کاغذی چوری کیا۔ ایسے لوگوں کی اسے کا علمی تجربہ نہایت ہی ضروری تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی توفیق شیخ عیسیٰ بن علی حفظہ رحمہ اللہ تعالیٰ (دائرہ کفر و کوائف و غیرہ) کو عطا فرمائی جنہوں نے اس تصنیف کے بعض اشعار پر اعتراضات کی تو یہ خبری ہے جن اشعار پر طعن کیا گیا وہ یہ ہیں۔

[illegible]

يَا أَكْرَمَ الْخَلْقِ مَا لِي مِنْ الْوَدِّ بِهِ
سِوَاكَ عِنْدَ حُلُولِ الْحَادِثِ الْعَمِيمِ

وَلَنْ يَضِيقَ رَسُولَ اللَّهِ جَاهُكَ فِي
إِذَا الْكَرِيمُ تَجَلَّى بِاسْمِ مُنْتَقِمِ

فَإِنَّ مِنْ جُودِكَ الدُّنْيَا وَصَرَّتْهَا
وَمِنْ عُلُومِكَ عِلْمُ اللُّوحِ وَالْقَلَمِ

کچھ شارحین کے حوالے سے بحث مختلف ہے بعض حوالہ جات ہمیں یہاں نظر

کئے دیتے ہیں۔

۱۔ ملک النعمان، دانش شاہ الدین دولت آبادی، المجلد ۸، ص ۸۳۹ "فمن علومک علم

الروح والقلوب" کے تحت بحث کیے ہوئے لکھتے ہیں۔

ای الدلیا والعصر، قطرة من بحر

جودک (و علم الروح والقلوب) قليل

من علومک الدیة الی اصطاک الله

تعالیٰ او ما فی الروح له نهاية وليس

لمعلوم ما ذک نهاية اذ هو بنوع من

بحار علومک

(شرح تصدیق البروق ۳۳۳)

۲۔ قسیدہ بردہ شریف کے اسی شعر کی شرح میں شیخ جمال بن نسیر البانی، متوفی ۹۹۰ھ رقم طراز

یہاں

"ومن بعض (علومک) النفس

علمک الله تعالیٰ (و علم الروح) ای

علم ما فیہ وهو فی الهواء فوق السماء

السابعة طوله ما بین السماء والأرض

و عرضه ما بین المشرق والمغرب

وهو من درة بیضاء کذا فی بعض

المعاصیر و علم (القلب) الذی کتب به

الکائنات فی الروح، فاذا کان جاهک

فی الجودو العلم بهذا المشابه کیف

بعض مشافعة شخص مع حاج

(شرح تصدیق البروق ۲۱۰)

جو علم کے ذریعے "روح" پر کائنات کے متعلق

لکھا گیا ہے۔ جب جو علم میں آپ کا یہ مقام

ہے تو محتاج بندہ شفاعت سے کیسے محروم رہے گا۔

۳۔ حضرت ملا علی قاری، ۱۰۳۹ھ نے ان اشعار کے تحت خوب لکھا۔ یہاں مفعول کی طرف اضافت یعنی لوگوں کا علم روح و قلب کے واسطے میں لیا یہاں اس سے متعلق مختلف اقوال ہیں۔

فلی الله مصداق الی المفعول ای علم

الناس بالروح والقلوب فاحجاج الی

المفعول بان فیہ القوالا وقیل ان الله

تعالیٰ اطلعه ما کتبہ القلب فی الروح

المحفوظ وهو علم الاولین والآخرین

وهو الاظهر وتوضیحه بان المراد

بعلم الروح ما البت فیہ من القوی

القدسیة الصور الغیبة و بعلم القلب به

کما شاء والاضافة لادنی ملا یسه و

کون علمهما من علومه لتوحد الی

الکلیات والجزئیات وحقائق و دقائق

وهو ارف ومعارف متعلق بالذات

والصفات و علمها یكون سطرا من

سطور علمه ونهرا من بحور علمه ثم

مع هذا هو من برکة وجوده علی ما

نقل الله و رد اول ما خلق الله نوری ای

منظر البیضاء معالی نظیر هیبة لالشق

مستطیل فخلق من تصفه الکرین و هو

المراد بالعلم والذات والاول ما خلق الله

العلم فلا تعارض لالحاصل ان الدیة

الله تعالیٰ نے آپ کو مطلع فرمادیا جو کچھ علم لے

روح محفوظ پر رقم کیا اور دو قسم اولین و آخرین

کا علم ہے اور یہی ظاہر ہے۔ جس کی توحیح یہ

ہے علم روح سے مراد جو کچھ فطرش مقدمہ کے

ذریعے صور طبیعہ میں لکھا گیا ہے اور علم القلب

سے مراد جیسا اس نے (الله تعالیٰ) چاہا۔ اور

یہاں علم کی اضافت اولیٰ ملاہمت کی وجہ سے

ہے اور روح و قلب کا علم آپ کے علوم کا ایک حصہ ہے

جس کی مختلف الزام کلیات و جزئیات، حقائق

و دقائق پر مشتمل ہے۔ اور اس سے مراد ہے۔

جو ذات و صفات باری سے متعلق ہے۔ اور روح

و قلب کا علم آپ کے بطور علم کے سامنے ایک سطر

ہے اور عروج و فناء کا علم آپ کے علم کے

سمندر میں ایک تھلک ہے اور بحر

ساری کائنات آپ کے وجود کی برکت

سے جیسا کہ حدیث میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

ارشاد فرمایا سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے

نور کو پیدا فرمایا یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنی آخریت

سے توجہ فرمائی تو اس کے درجے ہو گئے پھر ایک

خف سے کوئین کو پیدا فرمایا اور (کوئین) سے

والاخيرة من الارواح جودك وما ظهر من
القلوب على الروح من اسرار معارفك
على الروح من اسرار معانيك و انوار
علمك و في البيت ايمان الله ان
الجهاد كما هو بالعلم بالله تعالى والجهاد
على الخلق كما هو ان كمال الايمان
بالعظيم لا من الله تعالى والشفقة على
خلق الله

(الزبد والحمد لله)

مراد لکم ہے۔ جس نے فرمایا کہ اول ما خلق الله
القلوب (سب سے پہلے اللہ رب العزت نے قلوب
کو پیدا فرمایا) کہ اب ان شہداء کا مرض ہی دردم
-
غلام کا سایہ ہے کہ کیا وہ آفریت آپ کے وجود
مسموم کا ہی ثمر ہے اور جو قسم سے لوح پر ظاہر کیا
وہ آپ کے معارف و معانی کے اسرار اور آپ
ﷺ کے علوم کے انوار میں سے ہے۔ اس شعر
میں اس طرف اشارہ ہے کہ منصب اللہ تعالیٰ
کے بارے میں علم و معرفت اور مطلق پر جو کی وجہ
سے ہوتا ہے جیسا کہ مقتول ہے اللہ تعالیٰ کے حکم
پر عمل اور مخلوق پر شفقت کیا ایمان ہے۔

ملک اعلى بحر احلیم و ملجأ عبد الحق محمد مصطفیٰ ﷺ کے علوم کے بارے میں رقمطراز ہیں۔
لہذا تعالیٰ نے آپ ﷺ کو جو علوم عطا فرمائے
ہیں، قلم اعلى کے علوم اس کا جز ہیں اور لوح
کامل ان کا احاطہ نہیں کر سکتی ازل سے آپ کی
مثل پیدا نہیں ہو اور نہ ہی کہیں ہوگا آسمانوں
اور زمین میں آپ کی مثل اور ہم بندہ کوئی نہیں۔

و علمہ صلوا بعضہا ما حقى عليه
القلم الاعلى وما استطاع على احاطتها
الروح الادنى لم يلد الشعر منه من
الاول ولم يولد الى لابل فليس له في
المسوات والارض كفو احد

(حاشیہ المدون الکبیر، ص ۲۰)

اللہ تعالیٰ اپنے خصوصی فضل سے ہم سب کو اپنی بارگاہ ویکس چاند اور اپنے تمام مقبول بندوں
خصوصاً اپنے حبیب ﷺ کے التزام و توفیق کی توفیق عطا فرمائے۔

محمد بن قادی
خادم
کادان اسلام
یروز جمعرات بوقت عصر
۳۱ جنوری ۲۰۰۵ء

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين و افضل الصلاة و اكمل التسليم على سيدنا
محمد و على آله الطيبين و اصحابه اجمعين.

حمد و صلوة کے بعد!

اس وقت امت مسلمہ پر غزائیں کی جو ہوئیں پہل رہی ہیں وہ اس کے جہد کے لیے
نہایت ہی خطرناک ہیں، اس موقع پر لازم یہ ہے کہ ہم اختلافات کو ختم کر کے ان اسلام کے
دشمنوں کے سامنے صف واحد کی صورت میں بیٹھ سکیں جو دین اسلام کو مٹانے کے لیے
چاہتے ہیں لیکن ہمارے ہاں ایک ایسا فرقہ ہے جو امت کو ٹکڑی کر رہا ہے وہ عقائد و مذہب کے ایسے
مسائل اٹھ رہا ہے جس سے امت مسلمہ کے دار سے میں سو وطن پیدا ہو رہا ہے اور وہ اپنے آپ کو
شعور کے امت کو مشترک اور مبرا قرار دے رہا ہے۔ وہ فرائض میں کسی پر سوار آراء میں متعصب
اور فکر میں منتشر ہے کوئی وقت ایسا نہیں گزرتا جب ہمارے کانوں میں ان کے یہ الفاظ اکاڑنے
میں نہ آتے ہوں اور دیکھتے سے آنکھوں کو تکلیف نہ ہوتی ہو، وہ ان زہر آلود اکاڑ کے ذریعے
عوام مسلمین کو گمراہ کر رہا ہے اور انہوں کو شخص اور اس کا شہ اور ملت کا رونا دھونا کر رہا ہے۔

ضرورت مقالہ

ہم نے محسوس کیا کہ ان امور کی حقیقت اور ان میں غلطی و غرائی کا واضح کرنا ہم پر لازم
ہے تاکہ وہ ہم میں پڑ جائے، انوں کا ہم قسم ہو مسلمانوں کے دلوں میں الحق پر یقینی کا ازالہ
اور حق و باطل سے ممتاز و آفاق ہو جائے، اچھے جو اس وقت پر یقینی الحق ہوئی تو اس کا سبب شیخ
ابن عثیمین کا عارفہ و اللہ اعلم ہوسکتی ہے بعض اشعار کے واسطے سے اس سنت پر امداد ہے۔
حالانکہ انیس کئی صدیوں سے مسلمانان ہندوستان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توحید
سے استہزا ہے آ رہے ہیں انہوں نے ہمیں کوئی ایک بھی نہیں جس نے انہیں خدا کا بندہ نہ ہو۔

تہم نے انہیں مستحسن ہی کہا، امت کا اس مبارک عقیدہ کو سراہنا اس کی قبولیت پر غامت ہے
لیکن شیخ زکریا (اللہ ہمیں اور ان کو ہدایت دے) کو یہ قبولیت پسند نہیں آئی اور ان اشعار پر تنقید
کرا لی۔

یا اکرم المعلق مالی من الودھ مساوئ عند حلول الحوادث العمیہ
ان لم تکن فی معادی اخذ الیحدی فحلاً والاقل بساؤلہ المقدم
طمان من جو دک الدلیہا و حیرتہا و من علومک علم اللوح و القلم
شیخ ابن عثیمین کا کہنا یہ ہے کہ یہ اوصاف اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہیں، اس شاعر نے
حضور ﷺ کے لیے یہ اوصاف کیسے ثابت کر دیے؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مخاطب ہو
کر کہہ رہے ہیں طمان من جو دک الدلیہا و حیرتہا من تعریف ہے، دلیا سے دنیا اور مریۃ
سے مراد آخرت ہے۔ جب دنیا و آخرت دونوں جو رسول ﷺ کا کل ہیں، بلکہ اس کا بعض
قرار دیا تو اللہ عزوجل کے لیے کیا رہ گیا؟ اس کے لیے ممکنات سے کوئی شے نہ رہی نہ دنیا کی
اور نہ آخرت کی۔ اس طرح سے مصرعہ "و من علومک علم اللوح و القلم" یہاں بھی
من تعریف کے لیے ہے، جب ہم نے حضور ﷺ کے بارے میں اس قدر علم ثابت کر دیا تو
اب اللہ تعالیٰ کے لیے کونسا ہم رو کیا؟

شیخ ابن عثیمین کا رد:

ان شبہات کے کتبہ کی رو سے پہلے ہمارے چند سوالات ہیں۔

۱۔ کیا اللہ تعالیٰ کی ذات محدود ہے؟

۲۔ کیا اللہ تعالیٰ کا جسم محدود ہے؟

۳۔ کیا اس کے وجود کو کم محدود ہیں؟

۴۔ کیا اللہ تعالیٰ کے علم کو کم محدود ہیں؟

۵۔ کیا اللہ تعالیٰ کے علم کو کم محدود ہیں؟

کون سے اس کی صفات کی حدود ہیں کیونکہ اس کی شان ہے
فیس کمتلہ شی و هو السمع البصیر اس کی کوئی مثل نہیں اور وہ سنے اور
دیکھنے والا ہے۔

جو شخص باری تعالیٰ کی ذات یا صفات کو محدود دیکھتا ہے یا اس کے علم کو مخلوق (مثلاً لوح
مخلوق) میں محصور جانتا ہے تو وہ صراطِ مستقیم سے بہت کرگمراہی میں چلا گیا کیونکہ اس نے اسلام
کے سب سے بنیادی رکن توحید کو گمراہ کیا کیونکہ اس کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات
اور اس کے افعال کو مشابہت مخلوق سے پاک جانا جائے۔ قارئین کرام! آپ اس رسالہ میں
اللہ تعالیٰ کی توفیق و فضل سے انہی اشیاء کی مزید تفصیل ملاحظہ کریں گے۔

عقیدہ پر خطرناک اثرات

جب آدمی ابن عثیمین کا کلام پڑھتا ہے تو سوچتا ہے کہ ائمہ انہوں نے یہ بات کی ہے یا
سبقت لائی ہے، یاد رہے ان کی یہ گفتگو پہلے ایک جگہ میں شائع ہوئی، بعد میں اسے کتابی شکل
دی گئی۔ ظاہر ہے ان کی اجازت سے سب کچھ ہوا ہے کچھ نہیں آ رہی انہوں نے اللہ تعالیٰ کی
صفات کو محدود کیسے کر دیا اور اس کے علم کو محدود کیسے تصور کر لیا؟

برا آدمی جانتا ہے کہ عقیدہ مسلم میں یہ بات بلیاوی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات غیر محدود
ہیں، اس لیے ہمیں یہ گفتگو نہایت ہی خطرناک محسوس ہوئی جس میں اللہ تعالیٰ کے علم و کرم کو مخلوق
کے علم و کرم کی طرح قرار دے دیا گیا، حالانکہ مخلوق میں یہ صفات متناہی اور اللہ تعالیٰ کی نسبت
سے غیر متناہی ہیں، اور اللہ تعالیٰ کا مجرد مجمل سے متصف ہونا لازم آئے گا اور اللہ تعالیٰ اس
سے بلند ہے، جس نے اللہ تعالیٰ کی صفات کو متناہی کہا، اس نے کبیرہ بدعتی کا ارتکاب کیا اور
عقیدہ اسلامیہ کی ہز کاٹ دی۔

ابن عثیمین نے فتویٰ میں جو لکھا ہے اسے دیکھیں اور غور کیجئے وہ کہتے ہیں جب دنیا و
آخرت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جوہر کا بعض ہیں نہ کہ کل تو کیا اللہ تعالیٰ کے لیے دنیا و آخرت

کی کوئی شے رہ جائے گی؟ کیا تم خود سے صفات الہیہ کے لیے نقصان دہ نہیں سمجھ رہے؟ اس کلام میں یہ خطرہ موجود ہے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے ہرودہ کرم کو دائرہ مطلق میں منحصر کر دیا ہے اور یہ اس کی صفات کے محدود ہونے پر شاہد ہے، جب اس کی صفت محدود ہے تو اس کا اثر اس کی ذات اقدس تک جائے گا کہ وہ بھی محدود ہو جائے، یہ عقیدہ خالق کی تقدیس و تقدیر کے منافی ہے اور اس کے اس کمال کے بھی منافی جس کے بارے میں یہ اعتقاد ضروری ہے کہ اس کی کرم کی حد نہیں اور اس کے کرم وجود کی کوئی حد ہے، ہمیں تو سمجھ نہیں آ رہی شیخ نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد اِلهی کو کیا سمجھا جو حد ہی تقدس میں ہے، جسے امام حاکم، ترمذی و دیگر ائمہ ماجہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ان اولکم و احسنکم و	تمہارا پہلا اور آخری، انسان اور جن جو
انکم و احکم قاموا فی صعيد	کہو بھی مجھ سے مانگیں اور میں انہیں وہ
واحد فسالو لی فاعطیت کل	سب ہاتھ دھا کر دوں تو میری ملکیت سے
واحد مسالک ما نقص ذلک من	سندر سے سوئی کے سوراخ کے برابر بھی
ملکی الا کما تنقص المحيط اذا	کی نہیں ہوتی۔

ادخل البحر.

سندر سے سوئی کے سوراخ کے برابر کی بھور خفیل، ایمان کی بھوک کے لیے سب سے بڑا اللہ تعالیٰ کے خزانوں اور سندر کے درمیان کیا نسبت! شیخ کا وہم کہ جو الہی دنیا و آخرت میں محصور ہو گیا اس نفس کے عارض و مخالف ہے جو شیخ کر رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وجود ذاتی نہیں، اس کی حد ہے اور اس سے شہاد کیا جاسکتا ہے۔ جب دنیا و آخرت (جہنم میں جن و انس کے سوال کا تصور ہے) اللہ تعالیٰ کی ملکیت سے اتنی بھی نہیں کر سکتے جو سوئی سندر سے کھڑا ہے تو کسی مسلمان کے لیے یہ پیچھے درست ہے کہ وہ سمجھے کہ اللہ تعالیٰ کا وجود کرم ان میں ہی ملتا ہے اور باقی سندر کہاں کیا جو سوئی کے محدود تھا تو اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس کرم کے محدود ہونے سے

اللہ تعالیٰ کی حمد کی شہاد ہے۔

حمد الہی کے تصور میں شہیدین کی غلطی:

شیخ کا یہ کہنا کہ جب حضور ﷺ کا علم یہ ہے تو اللہ تعالیٰ کا علم کہاں ہے؟ یہ عقلمند عقیدہ ہے۔ پر یہی خطرناک ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے علم کی حد ہے اور اس کا احاطہ کیا جاسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علم کا تعلق وجودات، جاہلات اور مستحیات کے ساتھ ہے، اس کی ابتدا ہے اور انتہا۔ اللہ تعالیٰ ان کے وہم سے بھی بلند ہے۔ وہ خطا شیخ کی یہ ہے کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ کے علم کو ان و کلمہ دنیا و آخرت میں محدود کر دیا ہے، انہوں نے کوئی عاقل جیسے تصور کر سکتا ہے کہ لوح اقلیم (جو مخلوق میں) وہ اللہ تعالیٰ کے علم کا احاطہ کر سکتے ہیں اور اس تصور سے اللہ تعالیٰ کے علم و قدرت کا محصور ہونا لازم آ رہا ہے۔ سبحان اللہ! شیخ کو قصہ حضرت ظفر یاد نہ رہا جو جنگ حدیث میں ہے اور حضرت خضر علیہما السلام دو دونوں حضرت موسیٰ کشتی میں بیٹھ گئے حضرت ظفر کو انھوں (کشتی بان) نے پہچان لیا اور انہیں کراہ کے انھیں بٹھالیا۔

لجاء عصفور فرقع علی	ایک چڑیا آئی اور کشتی کے کنارے بیٹھ
حرف السیفۃ فنقر نقرۃ او نقر	گئی اس نے ایک بار دو چوٹی سندر سے پانی لیا

تمن فی البحر

حضرت ظفر نے فرمایا: اے موسیٰ!

ما نقص علمی و علمک من	میرا اور تمہارا علم اللہ تعالیٰ کے علم کی
علم اللہ الا کفرۃ ہذا العصفور	نسبت اس طرح ہے جیسے چڑیا کی چوٹی کی
فی البحر (صحیح البخاری، کتاب العلم)	نسبت سندر سے ہے

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں ابن جریر کی روایت بہت ہی خوب ہے۔

ما علمي و علمك في
حسب علم الله الا كما اعد هذا
العصفور بمقاراه من البحر
میرا اور تمہارا علم اللہ تعالیٰ کے سامنے
اس طرح ہے جیسے چڑیا کی چونچ بہت سمندر
کے۔

یہ نقطہ سمجھانے کے لیے مثال ہے، ورنہ سمندر کتنا ہی وسیع کیوں نہ ہو، وہ محدود اور علم الہی
غیر محدود ہے۔ رب العزت کا فرمان ہے۔

قل لو كان البحر مداد
لكلمات ربى لذهب البحر قبل ان
تفقد كلمات ربى ولو جئنا بحمله
مهددا (سورۃ الکہف ۱۰۹)

شیخ عثمان بن کلام کا رد:

یہاں ہر مسلمان کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر شیخ علم کو لوح و قلم تک ہی محدود
مانتے رہے تو ان کی تخلیق سے پہلے علم الہی کہاں تھا کیونکہ دواہن و کیف سے ماورا ہے۔ انھیں یہ
پاور نہیں ہو پا کہ علم کا محصور ہونا مخلوق کے علم کی صفت ہے اور یہ تو باری تعالیٰ کو مخلوق کے مشابہ
قرار دیتا ہے اور انھیں یہ علم ہے عقیدۂ اسلام میں تشبیہ کس قدر خطرناک ہے اور تشبیہ کے
بارے میں علماء اسلام کا موقف کیا ہے؟ جب شیخ کا مقصد یہ ہے کہ کسی مخلوق میں وصف باری
تعالیٰ نہیں پایا جاسکتا اور یہ اس کی تشریح و تفسیر کا تقاضا ہے اور اس سے یہ زیادہ خطرناک یہ
بات ہے کہ ہم باری تعالیٰ کے لیے مخلوق کی صفات ثابت کر دیں جیسا کہ شیخ مذکور نے کر دیا،
انھوں نے علم کو عالم و نیا و آخرت میں محصور کر دیا اور باری تعالیٰ کے ارشاد گرامی کی پروا ہی نہیں
کی۔

ان الله كان بكل شئ عليمًا بلا شئ و بر شئ جاننے والا ہے

(النساء، ۱۳۳)

اور اسے تو اس ارشاد ہے

وما اوتينهم من العلم الا قليلا
اور تمہیں علم نہ دیا تمہیں کچھ
(۱۳۹، سورۃ)

لوح و قلم اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی اشیاء میں سے ہیں۔ شیخ اس ارشاد غیری سے غافل
ہے، اللہ تعالیٰ نے پہلے تم پیدا فرمایا اور اسے فرمایا، لکھ، عرض کیا میرے رب کیا تمہیں

اکتب مقادیر کل شئ، حتی تقوم الساعة قیامت تک ہر شے کی لکھ کر رکھا ہے۔
اس حدیث شریف میں بالکل واضح ہے کہ کلمہ، قیامت تک تقادیر لکھنے کا علم دیا گیا
قیامت کے بعد کا معاملہ تو اس نے دیکھ لیا جیسا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا ہے۔ اس
سے کون سی چیز مانع ہے کہ جن اشیاء کو قلم نے نہیں لکھا ان پر اللہ تعالیٰ جسے چاہے مطلق فرما دے۔
خصوصاً اپنے حبیب اور رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم، اس پر کچھ خصوص کا تذکرہ آ رہا ہے۔
ابن شہین اور ان کے ساتھیوں کی مشکل یہ ہے کہ وہ اسباب اور مسہبات میں خلط ملط
دیتے ہیں۔ سبب ظاہری اور غفلتی میں فرق نہیں کر پاتے اور اس سے بھی غافل ہیں کہ اللہ تعالیٰ
نے اسباب کو مسہبات کے ساتھ قائم فرما رکھا ہے، شیخ پر تعجب یہ بھی ہے کہ ایک دوسرے فتویٰ
میں خود اپنے قول کی تردید کر رہے ہیں جب ان سے سوال ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہا کرتے
تھے۔

اللہ و رسولہ اعلم۔ اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں

تو انھوں نے جواب میں کہا

فولہم اللہ و رسولہ اعلم جالو و ذالک لان علم الرسول صلی اللہ
علیہ وسلم من علم اللہ، فاللہ تعالیٰ هو الذی یعلمہ مالا یدر کہ البشر و

لہذا انی بالواو۔ (المجموع الثمین من فتاویٰ العثمین ۲/۱۳۲)

صحابہ کا قول "اللہ و رسولہ اعلم" جائز ہے، کیونکہ رسول ﷺ کا علم اللہ تعالیٰ کے علم

سے ہی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو وہ علم عطا فرمایا جس کا اور ایک انسان نہیں کر سکتا،
اس لیے درمیان میں واقع ہے۔

فقہ علماء کی آراء میں اشعار کی تشریح

اب ہم امام ہوشیاری کے اشعار کا جائزہ لیتے ہیں، کیا وہ کفریہ ہیں یا وقفیہ کے نزدیک
ہی پرندہ یہ اشعار میں سے ہیں شیخ ابن شہین نے انہیں کفریہ قرار دیتے ہوئے یہ فتویٰ دیا۔
فقہ نظر اس بات کے کہ ان کی محافل میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ایسے
ظلمات کا ملبہ چھتا ہے جو ہندو کو ملت اسلامیہ سے نفرت کر دیتا ہے۔ خود رسول اللہ ﷺ
نے ایسے لوگوں کے خلاف جہاد فرمایا، ان کے غلوں، اموال اور اولاد کو مہاجر قرار دیا، ہم ان
محافل میں ایسے قصائد سنتے ہیں جو فحشی طور پر ہندو کو ملت اسلامیہ سے خارج کر دیتے ہیں
چھپا کر ہوشیاری کے اشعار ہیں یا اکرم الحق الخ۔

پہلی بات تو ہم ابن شہین سے یہ کہتے ہیں آپ کو معلوم ہے اس قصیدہ سواد کی شرح اور
اس پر اضافی صورت تفسیر و تفسیروں کا بار علماء نے کی ہیں، کیا وہ سارے شریک اکبر کی
دعوت دینے والے تھے؟ اگر ہرین امت اس کو بڑھتے آئے، کیا وہ اس سے جا مل رہے جو شیخ کو
سمجھ آئے؟ اللہ تعالیٰ ہمیں ہستی میں کرنے سے محفوظ رکھے، اوہم سے بچائے اور سونخ کی دولت
عطا فرمائے۔ اور امت کے سواد اعظم سے نکلنے سے بچائے۔

شہارچین قصیدہ کا تذکرہ:

یہاں ہم شہارچین قصیدہ بردہ کا تذکرہ بھی ملاحظہ کر لیں

(۱) ابو شامہ عقیل بن محمد بن اسماعیل القندسی الشافعی المقرئ

البحوی المتوفی سنة ۵۶۹ھ

(۲) علی بن جابر بن موسیٰ الیمینی الشافعی المتوفی سنة ۵۶۵ھ

(۳) جمال الدین عبد اللہ بن یوسف المعروف بابن هشام البھوی

المتوفی سنة ۵۶۱ھ

(۴) شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن عبد الرحمن الزمردی

الشہور بابن الصانع المتوفی سنة ۵۷۶ھ

(۵) مسعود بن عمر المعروف بسعد الدین الطنجازی المتوفی

سنة ۵۹۷ھ

(۶) ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن مرزوق القنصلی المتوفی سنة

۵۹۱ھ وسماء "الاستیعاب لما فیها من البیان والاشراہ" والہ شرح الخبر
سماء "اظهار صدق النبوة فی شرح قصیدہ البردة".

(۷) جلال بن قواد بن الحکم و اتم شرحہ فی سنة ۵۹۴ھ

(۸) بدر الدین محمد بن بہادر الزرکشی المتوفی سنة ۵۹۶ھ

(۹) محمد البسطامی الشاہرودی المعروف بمصنفک المتوفی

سنة ۵۸۷ھ

(۱۰) شرف الدین علی الیزدی المتوفی سنة ۸۲۸ھ

(۱۱) جمال الدین حسین الخوارزمی المتوفی سنة ۸۳ھ

(۱۲) جلال الدین محمد بن احمد المحلی الشافعی المتوفی

۸۶۳ھ وسماء الانوار البصیة فی مدح خیر البریة.

(۱۳) جلال الدین احمد بن محمد بن محمد العجمی المتوفی سنة

۸۰۳ھ وسماء "طیب الحبیب ہدیة الی کل محب لبیب".

(۱۴) زین الدین ابو العز عطام بن حسن المعروف بابن حبیب

الیمینی المتوفی سنة ۸۰۸ھ

(۱۵) نظامی شہاب الدین الدولة آبادی المتوفی سنة ۸۳۶ھ

۶ ریس الدین حاکم بن عبد اللہ لاریزی متوفی سنہ ۵۰۲ھ
وسماہ "الزبدۃ فی شرح قصیدہ" ۲۰

۷۱ شہاب الدین احمد بن محمد نقستانی متوفی سنہ ۹۲۳ھ
وسماہ "مشارق الانوار بحصیہ فی شرح نکو کب" ۲۰

۸۰ ابوالقاسی رکیب بن محمد الانصاری متوفی سنہ ۹۲۶ھ
وسماہ "زبدۃ النور فی شرح قصیدۃ الزبدۃ" ۲۰

۹۱ عبید اللہ محمد بن یعقوب بخاری متوفی سنہ
۹۳۶ھ

۱۰۰ محیی الدین محمد بن مصطفیٰ المعروف بشیخ ر ۲۰ متوفی
سنہ ۹۵۰ھ

۱۰۱ بدر الدین محمد بن محمد بفری متوفی سنہ ۹۸۳ھ وسماہ
"الزبدۃ"

۱۰۲ عبید اللہ بن عیسیٰ بن عمر العطار فی متوفی سنہ ۹۸۳ھ

۱۰۳ حسام الدین حسن بن محمد عباسی

۱۰۴ محمد بن مصطفیٰ شہر بلالی

۱۰۵ یحییٰ بن منصور بن یحییٰ الحسنی وسماہ "الناجی لالکار"

۱۰۶ الامام فیہر الدین محمد بن محمد بن ابی بکر الشیرازی
وسماہ "نورۃ العباد فی شرح قصیدۃ البرغیہ"

۱۰۷ الفاضل الحسن بن محمد بن الحسن الحسنی

۱۰۸ یحییٰ بن رکیب مفتی وسماہ "صدق المودۃ"

۱۰۹ ابو عباس احمد لاریزی المعروف بامضار

۱۱۰ الحسن بن حسن النانی

۱۱۱ بنفیس بن ابی عبد اللہ محمد

۱۱۲ علی بن سلطان المعروف بـ

۱۱۳

۱۱۴ عبد الوہاب بن حمد الانصاری متوفی

بشماہ "الغلبہ بحریج"

۱۱۵ محمد بن غور ابی بکر بن محمد بن

الحنفی اسم شرحہ فی سنہ ۱۰۸۰ھ وسماہ "الغلبہ"

نکو کب "سریہ"

۱۱۶ ابراہیم بن محمد البجوری متوفی سنہ ۱۰۸۰ھ

۱۱۷ القاسی عمر بن احمد المعروف وسماہ "الغلبہ"

شعر کی شرح

نام سے نظر لے جو شعر کی شرح لکھی وہ ملاحظہ کریں۔

شیخ خالد ازہری یا مکرم الخلق "شرح" کی شرح میں لکھتے ہیں۔

سے تمام مخلوق سے بہتر اور قیامت کے ہولناک موقع پر میرا تیرے ساتھ کوئی نہیں

تو تمام مخلوق آپ سے متبرک و رافع رہا گا عظم کی طرف رجوع کرے گی یہاں اللہ جل جلالہ

بے بدقتی "ناو کا روں پر رقت فرمے گا اور سعادت ہوگا تو اس وقت آپ ہاں سے

سے سعادت ہوگا

۱۱۸ شعر میں نام ہر بن سے منور صلی علیہ وسلم سے مقام ہوگا یہ کہ ب ۱۰

۱۱۹ "سے بھر رہا ہے ب ۱۰ کا خوف خلق" اسطر اب طویل ہو جاتا گاہی کہ

یہ کہ یہاں سے جاس چھوٹ جائے خود وہم دور رخ میں جائیں اس وقت

تھا۔ چنانچہ اس وقت بھی یہ شخص ہمہ جہت سے اس سے ملنے کی کوشش کرتا رہا۔
اسلام سے اس کی جو غرض تھی اس غرض سے اس نے اس کی خدمت میں بیٹھ کر
کے پاس پہنچ گئے۔ تمام کے تمام غرضات اس سے بیان کر دیے۔
اس شخص نے اس سے تمام یہ باتیں کہ اس نے اس کی خدمت میں کیں تھیں اس سے کہ
یہ شخص اس کی خدمت میں بیٹھ گیا۔

آپ کا کہنا ہے کہ میں نے جو کچھ لکھا ہے وہ سب

تو ماہِ رجب کی ہے خصوصاً۔ دینی تعلیم کے علمبرداروں نے رجب کی تعلیم رجب کا نام دیا ہے۔ یہاں پر حدیث ہے کہ رجب میں جو شخص کوئی نیک عمل کرے گا اس کا ثواب دو گنا ہوگا۔

[illegible]

اس میں بتا ہے عقیدہ کے خلاف کوئی چیز ہے؟

یاد رہے کہ یہاں شفا کا مطلب ہے ایک ایسی چیز سے جو عالمِ سنت و مستعارِ کرب و بے امن
میں بدعت سے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم شفا کا نام لیں۔ انہوں نے بعض لوگوں سے
پوچھا کہ "اگر ہم بعض مخلوق سے معزز و برتر کے الفاظ بھی پسند نہیں کرتے۔ حالانکہ یہ
وہیہ مسطورہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ کلمات سے جگہ آپ کی مصروفیت ہے۔ متعدد حالات اس
کا تاثر دیا گیا ہے۔

۱۹۷۰ء۔ م. عسکری ہیں۔ شہر بدرجہا کے ہمارے تمام اہم علم کے علم

15. 2. 2.

$\frac{1}{2} \cdot \frac{1}{2} = \frac{1}{4}$

سب وند دم یوم غیبتہ میں و قیامت میں و قیامت میں و قیامت میں
 الخ

۱۔ انکارِ مادی میں نوردہ اشیاء کے بارے میں یہ بھی سوچنا چاہیے کہ جس نے بھی حدیث شریف کا پتہ چکی ہے وہ اسے تسلیم کرے گا اور یہ مفہوم اسے تسلیم نہیں آئے گا۔ ^{ملاحظہ} اس کے لیے ثابت ہے اور بقایا کا یہ ثابت ہے۔

۲۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک جیسی نہ پہنچ کر رہا کہ مصافحہ

(مجموعہ ۱ ص ۹۷)

[illegible]

کولی گروہ : تمام سے اس میں وہ بھرتی ہوئے ہیں۔ یہاں سے
 یہاں سے جو کام ملتا ہے وہ یہاں سے

اذا الكريم تجلى بهم مقام
الساكنين في مقامات
الساكنين في مقامات
الساكنين في مقامات

بہم انہمک ہندو معصاۃ اللہ بعد فی الارض

ہندو ہندو کوئی اور میں نہیں رہتا۔

بدعتوں کا شرور ہی ہے

و الارض و معصاۃ اللہ میں اس کے تعلق سے یہ ہے۔

(س)

نام حقوق۔ اس میں سب سے پہلے سنی مذهب کو سب سے پہلے

پہلے آپ ﷺ سے یہ طریق دی گئی

مذہب کا نام ہے۔

هو الذی علیکم ما فی الارض جمیعہ دو میں سے تم سے سب سے

پہلے اور تم میں سے

تقریباً

پہلے ہندو ہندو میں سے پہلے سنی مذهب سے

و میں سے پہلے ۱۹۵۰ میں ہندو ۱۹۲۲

تا یہ بدعتوں کی طرف توجہ دے گا۔ ۱۹۵۰ میں پہلے سنی مذهب کو دیکھو

سے مانتے ہیں۔ مانتے ہیں کہ وہ ہندو ہندو میں جو لوگ لکھتے ہیں

ضرورتاً کہ عربیہ کا انعام رکھتے ہیں، یہ سنی مذهب سے اس کا منظر ہے

تو اس سے کام لیں کہ انہیں یہ سنی مذهب سے اس کا منظر ہے

میں سنی مذهب سے یہ سنی مذهب سے یا مانتے ہیں کہ وہ ہندو ہندو میں

اللہ میں سے سنی مذهب سے یہ سنی مذهب میں چھٹی مانتے ہیں

تو اس سے کام لیں کہ انہیں یہ سنی مذهب سے اس کا منظر ہے

نہیں مانتے ہیں۔

وہیں انہم میں السعداء رکھتا۔ دو ہندو ہندو ہندو ہندو ہندو ہندو

(س)

ہندی ہندو ہندو ہندو ہندو ہندو ہندو ہندو ہندو ہندو

یہ سنی مذهب میں اللہ علیہ وسلم کو سب سے پہلے سنی مذهب میں

ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی

ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی

ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی

ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی

ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی

ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی

ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی

ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی

ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی

ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی

ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی

ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی

ہندی

ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی

ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی

ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی

ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی

ہندی

[illegible]

۱۰۰ + ۱۰۰ = ۲۰۰

۱۔ عموں یا مکی ہندو بھائی حتیٰ
 ۲۔ داخل اہل بیحدہ ہندو لکھو و
 ۳۔ ہندو ہندو ہندو ہندو ہندو
 ۴۔ ہندو ہندو ہندو ہندو ہندو
 ۵۔ ہندو ہندو ہندو ہندو ہندو
 ۶۔ ہندو ہندو ہندو ہندو ہندو
 ۷۔ ہندو ہندو ہندو ہندو ہندو
 ۸۔ ہندو ہندو ہندو ہندو ہندو
 ۹۔ ہندو ہندو ہندو ہندو ہندو
 ۱۰۔ ہندو ہندو ہندو ہندو ہندو

۳۔ ہمارے وجود سے شہرت خدایہ کی اللہ نے منع فرمائی ہے۔ لہذا کہ قسم میں نہیں جانتا۔

ر بصره صد لک رسوز باده
 قصه‌ی باده نگاره ایستیم، می‌شاند لاله
 لبی ب بختی لبی باده بدیع می‌شاند
 صد بختی صد لاله باده
 صد بختی باده باده باده باده باده
 باده باده باده باده باده باده

۱۔ حضرت سید محمد علی باقر خاں صاحب دہلی نے فرمایا ہے کہ میں نے اپنے

وَعَجَبَتْ مَالِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ تو میرے جان پہ چڑھ کچھ کیا سالوں اور مہینوں میں

پھر آپ نے یہ بیت سہارنا وتلواں
و کہ تک میری برآھم مکتوت السموات والارض ولکن من
المؤمنین (سورۃ الاحزاب)

اور اسی طرح ہم نے ہر ایک کو آسمانوں اور زمین کی عظمتیں دکھا لیں تاکہ وہ بوجھ سہنے

دوسری روایت کے الفاظ ہیں۔

اعلمی ہی کہ شیخ و عرب۔ مجھ پر شے آشکار ہوگی، اور میں نے جاب کا
طیراں کے لفظ میں

لہجہ میں یہ کہ شہی
مجھے اس نے ہر شے کا علم دیا۔

(استاد احمد، ۳۸۵) (ویری، ۲۴۲،) (طبرانی، ۲۴۶)

۵۔ صحابی عظیم حضرت مالک بن عوف رضی اللہ عنہ کے حضور حاضر ہوئے۔

میں نے تمام لوگوں میں حضور ﷺ

اسی بنیادی کتبہ محمد

وہی فاعلی حریریں سمجھتے

[illegible]

|| ص ۹۱ || (۱۳۹۷) (۱۳۹۷) (۱۳۹۷)

تفصیل کے لئے۔ نقدوں سے چپے کی ^{محلہ} ^{کے لئے} ۲ ریٹوں اور دوسرے کے لئے ۱

• یہ بددعاؤں سے کمزور نہیں جائے گا۔ اس کے حوالہ سے رشید مہدی کے

انزل الله عليك الكتاب
والحكمة وعلمك ما لم تكن
تعلم و كان فضل الله عليك
عظيما (سورة النساء ۱۳۰)

اللہ تعالیٰ نے آپ پر کتاب، حکمت، قلم کی اور آپ کو علم دیا، اس شے کا جسے تم نہ جانتے تھے اور تم پر اس کا عظیم فضل ہے

آیت مبارکہ میں لفظ "ما" عموم و شمول پر دلیل ہے یعنی جو علوم اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء و رسل کو عطا فرمائے، حضور ﷺ کو وہ بھی عطا فرمائے اور ان کے علاوہ بھی دینے یا تمام کے شمول پر دلیل ہے، اگر کوئی کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو لوح و قلم کے علوم کی تعلیم دی ہے تو اس میں کیا اشکال ہو سکتا ہے، کیا تم نے ارشاد نبوی ﷺ کے الفاظ نہیں دیکھے۔

فعلمتی لى كل شىء او
فتعلمی لى كل شىء و عرفت
کیا لوح و قلم، اشیاء میں داخل نہیں، حیوان اقدس! کہ ایسے عقول ہوتے ہیں جو نہ جاننے والی شے کا انکار کر کے لظہر ادا دیتے ہیں۔ انھیں جاسیے وہ اپنے آپ کی حفاظت کریں۔

پھر جنس و وزنی کی معرفت، ابتداء خلق کی اطلاع دینا اور دخول جنس کے معاملات بیان کرنا جو لوح و قلم سے زائد ہیں، یہ قلم نے وہاں نہیں لکھے کیونکہ قیامت کے بعد کا علم تو وہاں مکتوب ہی نہیں، وہاں وہاں جو قیامت تک ہوتا ہے وہی لکھا ہے تو وہ علم جسلی لى کل شىء اور علمت ما فی السموات والارض میں کیوں شامل نہ ہوگا۔

تو آپ ﷺ کا کلام آفکار ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو لوح محفوظ میں لکھ دیا ہے اسے علوم سے زیادہ علوم عطا فرمائے ہیں، اسے کبریا کی مستحبات دے نہ کہا جاسکتا ہے۔ ایمان کا مسئلہ ہے کیونکہ حضور ﷺ پر اللہ تعالیٰ جو کرم فرماتا ہے ان کا تسلیم کرنا آپ کا حق ہے اور یہ خاصا ایمان ہے۔

یاد جانے بلو و سرور ادا کرد و نصاری کی طرح یہ قول ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے پہلے ہیں یا ان میں اللہ تعالیٰ کی روح حلول کر چکی ہے یا اس کی طرح دیگر تعریات ایسے علماء و سرور ہیں جس میں شبہ کی گنجائش ہی نہیں۔ خود امام بوعلیری نے اس پر اس قصیدہ میں کہا ہے۔

لما دعا الله النصارى فى نسيم
و احكم بما شئت ما حاط به و
جو نصاری نے اپنے نبی کے بارے میں کہا،
وہ تم نہ کہو اس کے علاوہ جو چاہو آپ ﷺ
احکم

ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ شیخ مذکور بلکہ ہر صاحب علم، صاحب منبر، پیکر ارادہ نصیحت و دعا کرنے والے کو صواب کی توفیق دے، خصوصاً اللہ تعالیٰ کی ذات کے حوالے سے کیونکہ یہاں لہذا کہنے کا معنی ایمان سے ہاتھ دھونا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں کو اپنے رسول ﷺ کی محبت پر جمع فرما دے اور ہمیں تمام مسلمانوں کے بارے میں حسن ظن کی توفیق دے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے دلوں میں محبت پیدا فرما دے کیونکہ یہ اوقات امت مسلمہ کے لیے نہایت ہی خطرناک ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس دین کے خدام کو غیفر، صفات اور بدعتی کے تقاضوں سے باز رہنے کی بھی توفیق دے کیونکہ اس سے دشمن کبرے اور دلوں میں بغض پیدا ہوتا ہے۔ والحمد لله رب العالمین و صلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد و آلہ وسلم۔

بعض لوگ حضور ﷺ کے علم شریف کو لوح و قلم کے علم سے کم جانتے اور اپنے موقف پر بشعر رہتے ہیں حتیٰ کہ قصیدہ بردہ شریف کے ان مبارک اشعار فان من جودک۔ الخ پر اعتراض کرتے ہوئے انھیں شرکیہ بتاتے ہیں۔ اس موضوع پر دو حق کے عالم دین اور دین و دنیا اوقات الشیخ عیسیٰ بن یوسف مدظلہ کے تحقیقی مضمون کا اردو ترجمہ آپ پڑھ چکے ہیں۔ اسی موقع کی تائید میں جامعہ اشرفیہ لاہور کی شائع کردہ مشہورہ یونیورسٹی عالم مولانا نسیم احمد غازی مظاہری

بجنوری کی "دری تغیر" سے ایک اہم اقتباس پیش خدمت ہے۔ جو انھوں نے سورہ طلق کے تحت رقم کیا۔

انسان کا علم لوح و قلم سے بھی زیادہ ہے

مشہور دیوبندی عالم مولانا نسیم احمد قادری مظاہری بجنوری کی "دری تغیر" سے ایک اقتباس

علم الانسان عالم معلم اس سے پہلی آیت میں تعلیم کے ایک خاص ذریعہ کا ذکر تھا۔ جو عام طور پر تعلیم کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ یعنی قلم کے ذریعہ تعلیم، اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ اصل تعلیم دینے والا تو حق سبحانہ و تعالیٰ ہے۔ وہی موثر الفاظ ہیں۔ اگر وہ تعلیم نہ دیتا چاہے تو قلم بھی اس کے حق میں بے سود ہے۔ اور وہ تعلیم دینا چاہے تو تعلیم دینے میں اس سبب ۱۱ اسباب و معلم حقیقی کو قلم کی حاجت نہیں۔ وہ بغیر کسی سبب ظاہری کے بھی تعلیم دے سکتا ہے۔ اور قلم کے علاوہ دوسرے اسباب اور ذریعوں سے بھی دے سکتا ہے۔ اسی لیے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو وہ علم دیا جس سے وہ واقف تھا۔ آیت میں قلم یا کسی دوسرے ذریعہ تعلیم کا ذکر نہ فرماتے سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ کی یہ تعلیم انسان کی ابتدائے آفرینش سے جاری ہے۔ اول اس میں عقل پیدا کی جو سب سے بڑا ذریعہ علم ہے۔ انسان اپنی عقل سے خود بغیر کسی تعلیم کے بہت سی چیزیں سمجھتا ہے، پھر اس کے پس و پیش میں اپنی قدرت کاملہ کے ایسے مناظر و دانش قدرت نے دکھ دیے ہیں کہ جن کا مشاہدہ کر کے وہ اپنی عقل کے ذریعہ اپنے پیدا کرنے والے کو پہچان سکتا ہے۔ پھر وحی و الہام کے ذریعہ بہت سی چیزوں کا علم انسان کو دیا اور کئی چیزوں کا علم انسان کے ذہن میں بنا کسی واسطہ کے خود بخود پیدا فرما دیا۔ ایک بے شعور بچہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے کے بعد اپنے مرکز غذا یعنی ماں کی چھاتیوں کو پہچان لیتا ہے۔ پھر ان سے دودھ حاصل کرنے کا طریقہ بھی خود ہی جان لیتا ہے۔ یہ اس کو کون سکھاتا تھا کہ چھاتیوں کو دبا کر اس ترکیب سے دودھ چوس کر نکلے۔ یہ معلم حقیقی کی قدرتی تعلیم ہی کا کرشمہ ہے۔

پھر روئے کا بغیر اس کو قدرت نے ولادت کے ساتھ ہی سکھا دیا۔ بچہ کا یہ رونا اس کی تمام ضرورت کے پورا ہونے کا ذریعہ ہوتا ہے۔ اس کو روہ ہوا دیکھ کر ماں باپ اس فکر میں پڑ جاتے ہیں کہ اس کو کیا تکلیف یا کیا ضرورت ہے؟ اس کی بھوک، ایسا اس سردی، گرمی وغیرہ کی تمام ضروریات اس روئے ہی سے پوری ہوتی ہیں۔ یہ روئے کی تعلیم قدرت کے سوا اپنے کو کون دے سکتا تھا؟ اور کس طرح دے سکتا تھا؟ اس قسم کے تمام علوم وہی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ہر جاندار خود صاحب حضرت انسان کے ذہن میں بغیر کسی ذریعہ کے اپنی قدرت سے پیدا فرما دیے ہیں۔ اس کے بعد پھر ذاتی تعلیم و تلقی تعلیم وغیرہ کے ذریعہ ان علوم و وحیہ میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ اعطی کل شیء خلقہ ثم ھدی

یہاں عالم معلم (جس کو وہ چاہتا تھا) کی قید کی یہ ظاہر ضرورت تھی، کیونکہ تعلیم تو اسی چیز کی ہوتی ہے جس کو انسان نہیں جانتا۔ یہ قید اس وجہ سے بڑھاتی کہ خدا ادا علم و ہر کو انسان اپنا ذاتی کمال نہ سمجھتی تھی۔ عالم معلم سے تنبیہ کر دی کہ ہر انسان پر ایسا وقت بھی آیا ہے جب وہ کچھ نہیں جانتا تھا۔ جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے احسبکم من بطور ان امہاتکم لا تعلمون شیئا (اللہ نے تم کو تمھاری ماؤں کے پیٹوں سے انکی حالت میں نکالا کہ تم کچھ نہ جانتے تھے) معلوم ہوا کہ انسان کو جو بھی علم و ہر ملا ہے وہ اس کا اپنا ذاتی کمال نہیں۔ سب حالی و مالک ہی کا عطیہ ہے۔ بعض مفسرین نے یہاں انسان سے مراد حضرت آدم علیہ السلام یا علیہ السلام یا علیہ السلام کو قرار دیا ہے۔ کیونکہ آدم علیہ السلام سب سے پہلے انسان ہیں جن کو تعلیم دی گئی۔ وھم آدم الاسماء کلھا۔ اور نبی کریم ﷺ وہ آخری تغیر ہیں جن کی ذات انسانی میں تمام انبیاء و صالحین کے علوم اور لوح و قلم کے علوم موجود ہیں۔

ان من حوۃ الدنیا و ما فیہا ضررھا و من علو ملک علم اللوح و القلم۔ (جن کو دودھ، مال و دنیا و ما فیہا ضررھا و من علو ملک علم اللوح و القلم۔ آپ کی سخاوت کا ایک جز ہے اور لوح و قلم کا علم آپ کے علم کا ایک

انسان کا علم لوح محفوظ سے بھی نرا مکمل ہے :

علم الانسان مسالیم وعلیم ککو ہا القلم کی قید سے مقید نہیں فرمایا اور معلول ہے
 الانسان کو کرکھا ہے۔ اس سے پہلے جملہ میں معلول ہے تو کرکٹیں کیا۔ اور ہا القلم کی قید کا ذکر فرمایا
 ہے۔ اس سے اشارہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ انسان کا علم اور کائنات سے نرا مکمل ہے کیونکہ پہلے جملہ
 سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان اور دوسری مخلوق (ملائکہ وغیرہ) سب کو قلم کے ذریعہ سے علم دیا
 ہے۔ اور قلم سے دیا ہوا علم لام کا تمام لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے۔ کوئی چھوٹی، بڑی، خشک و تر
 چیز ایسی نہیں جو لوح محفوظ میں درج نہ ہو۔ لیکن انسان کو دیا ہوا علم مکتوب لوح محفوظ کے علاوہ
 بھی ہے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا وعلیم آدم الاسماء کلہا اگر علم آدم صرف وہی تھا جو لوح
 محفوظ میں مکتوب ہے تو فرشتے جواب دیں نہ دے سکے۔ اور سب حد تک لا علم لنا ہے
 ساتھ معذرت کیوں کی؟ پھر اللہ تعالیٰ کا علم ضروری و قدریم ہے۔ جمہوری نہیں کہ لوح محفوظ اس کو
 محیط ہو سکے۔ اور قلم اس کو لکھ سکے۔ (مظہری) یہاں تک سورہ ابراہیم کی وہ پانچ آیات نہیں جو
 سب سے پہلے نازل ہوئیں۔ اس کے بعد کی آیات کافی عرصہ کے بعد نازل ہوئی ہیں۔ کیونکہ
 باقی آیات الخیر سورہ تکوین متعلق ہیں اور ابتدائے وقتی و ثبوت کے وقت مکہ میں کوئی بھی
 آپ کا مخالف نہ تھا۔ اہل مکہ آپ کو صارت اور امین جیسے القاب سے پکارتے اور آپ سے محبت
 و تعظیم کو برتاؤ کرتے تھے۔ ابوالہل کی مخالفت و دشمنی خصوصاً نماز سے روکنے کا واقعہ آگے آئے
 والی آیات میں مذکور ہے ظاہر کہ اس وقت کا ہے جبکہ رسول اللہ ﷺ نے نبوت و دعوت کا
 اعلان فرمایا تھا۔ اور شب معراج میں آپ کو نماز کا حکم ہو چکا تھا۔

منہج محمدی خان قادری

گاہی علی احمد مختار لکھی



آپے فرمے تھے پائیں

شرع، اہل مکہ مزاروں کی

حضور تھے کے آہ کی شائیں

والدین مصطفیٰ تھے کا زندہ ہو کر ایمان لائے

مزار توی تھے

علامہ نجد کے ہم انہی پیغام

اللہ وہ حضور کی ہمت (اللہ وہ حضور)

جسم نبوی تھے کی خوشبو

کیا سبک حدیث کہلوانا جا کر ہے

ہر مکان کا اجالا تارائی چلے

مقدور اے کاف

سب رسولوں سے تھی ہماری جنت

صحابہ اور پیغمبر محمد نبوی تھے

مسئلہ رنگ روحانہ کے لئے تھے ہر ایک جنتیں

محبت اور اخلاص توی تھے

آنکھوں میں بس کیا سراپا حضور تھے کا

نعل پا کے حضور تھے

صحابہ اور علم نبوی تھے

روح ایمان محبت نبوی تھے

امام احمد رضا اور مسند شمع تہمت تھے

تفسیر سورۃ آلکون

تفسیر سورۃ القدر

تہذیب و رواد پر احقر احسان کا جواب

امامت اور قیام

تفسیر سورۃ النبی والہم لکھیں

معراج حبیب تھے لہا

شاہکار رویت تھے

ایمان والدین مصطفیٰ تھے

حضور تھے کا سفر حج

امیازات مصطفیٰ تھے

در رسول تھے کی حاضری

و خانہ کعبہ تھے

محفل میلاد پر احقر احسان کا علمی محاسبہ

فیصلہ کل تھیں حضور تھے

شرح اسلام رضا

تو خدا سیدہ مہم تھے گھر

نماز میں تھیں حضور کیسے صل کیا بیٹے

حضور تھے کے متعدد کلام کیل فرماتے

اسلام اور تہذیب ازواج

اسلام میں تھی کا تصویر

مسک صدیق اکبر عشق رسول تھے

شب قدر اور انکی فضیلت

صحابہ اور تصویر رسول تھے

ملاقات کا تہذیبی تھے کی کیفیت جذب دوستی

اسلام اور احقر ام والدین

بلدین مصطفیٰ تھے کے سب مسکن صحیح عقیدہ

والدین مصطفیٰ تھے جنتی ہیں

نسب نبوی تھے کا مقام

عصمت انبیاء

اسلام اور خدمت خلق

تحریک تحفظ مہاجر و ملت کی لکھی کامیابی

فضیلت درود اسلام

آثار رحیل تھے کی حکمتیں

حضور تھے رہنما ان کیسے گذارتے؟

صحابہ کی وصیتیں

رفعت و کثرت نبوی تھے

کیا رحیل اللہ تھے جنت پر کسی جہان

حضور تھے کی رضائی ہائیں

تو کہ دروازہ پر مشرقی و غیبی

عورت کی امامت کا مسئلہ

عورت کی امامت کا مسئلہ

مشائخ تھے

مہمان منطق

محاورت الاحکام

ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد ہفتم

ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد ہفتم

ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد ہفتم

ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد ہفتم

ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد ہفتم

ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد ہفتم

ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد ہفتم

ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد ہفتم

ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد ہفتم

ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد ہفتم

ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد ہفتم

ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد ہفتم

ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد ہفتم

ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد ہفتم